از عدالتِ عظمیٰ

تاریخ فیصلہ: 25 اپریل 1954

دینابندھو ساہو

بنام

جادو منی مانگاراج و دیگراں

[مہر چند مہاجن چیف جسٹس، مکھرجیہ، ویوین بوس، بھگوتی اور وینکٹارا ما آیر جسٹس صاحبان]

بھارت کا آئین - آرٹیکل 136 - عدالتِ عظمیٰ - کب اور کیسے حقائق کے نتائج میں اپیل کے دوران مداخلت کی جاسکتی ہے - عوامی نمائندگی ایکٹ (XLIII، سال 1951)، دفعات 85، 90(4) - دفعہ 85 کے تحت تاخیر پر معافی کی شرائط اور حتمی فیصلہ اور اس کے تحت دیے گئے اختیارات - دفعہ 90 (4) کے تحت الیکشن ٹریبونل کو دیے گئے اختیارات کا دائرہ کار اور وسعت۔

حکم ہوا کہ، عدالت عظمیٰ، آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیلوں کی سماعت کرتے وقت، حقائق پر مزید اپیل کی عدالت کے طور پر نہیں بیٹھتی ہے، اور شواہد پر غور کرنے پر دیئے گئے نتائج میں مداخلت نہیں کرتی ہے، جب تک کہ وہ متضاد نہ ہوں یا کسی ثبوت پر مبنی نہ ہوں اور یہ خاص طور پر اس وقت ہوتا ہے جب چیلنج کے تحت نتائج انتخابی ٹریبونلز کے ہوتے ہیں۔

انتخابی کارروائی میں قانونی چارہ جوئی کے تحت حقوق عام قانون کے حقوق نہیں ہیں لیکن وہ حقوق جو ان کے وجود کے لیے قوانین کے مقروض ہیں اور ان حقوق کی حد کا تعین ان قوانین کے حوالے سے کیا جانا چاہیے جو انہیں تشکیل دیتے ہیں۔

عوامی نمائندگی ایکٹ 1951 کی دفعہ 85 کی توضیعات، اس بات پر غور نہیں کرتی کہ الیکشن کمیشن مدعا علیہ کو تاخیر پر معافی کے لیے درخواست کا نوٹس دے، یا اس کے تحت حکم منظور کرنے سے پہلے اس کی موجودگی میں بنیاد کی کافی مقدار کے بارے میں تفتیش کرے۔ توضیعات میں بنیادی

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

پالیسی یہ ہے کہ تاخیر کے سوال کو الیکشن کمیشن اور درخواست گزار کے درمیان سے ایک سمجھا جائے، اور سوال پر الیکشن کمیشن کا فیصلہ حتمی بنایا جائے اور کارروائی کے بعد کے کسی بھی مرحلے پر سوال کرنے کے لیے کھلا نہ ہو۔

ایکٹ کے دفعہ 90(4) کے تحت، جب درخواست دفعہ 81، دفعہ 83 یا دفعہ 117 کے تقاضوں کی تعمیل نہیں کرتی ہے، تو الیکشن ٹریبونل کو "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود" اسے مسترد کرنے یا نہ کرنے کا صوابدید حاصل ہے۔ دفعہ 90(4) کے تحت الیکشن ٹریبونل کو دیے گئے اختیارات کا دائرہ کار یہ ہے کہ وہ عرضی کو خارج کرنے کے لیے دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کو دیے گئے اختیارات کو ختم کرتا ہے۔ اس میں مزید توسیع نہیں کی گئی ہے اور اس میں الیکشن ٹریبونل میں ایکٹ کی دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کی طرف سے منظور کردہ کسی بھی حکم کا جائزہ لینے کا اختیار شامل ہے۔ دفعہ 90(4) کے الفاظ ہیں، "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود" اور "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود یا اس کے تحت منظور کردہ کسی حکم کے باوجود" نہیں۔ دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کا ایک حکم جس میں کسی درخواست کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، ایکٹ کی اسکیم کے تحت حتمی ہوگا، اور وہی نتیجہ دفعہ 90(4) کے تحت آنا چاہیے جب حکم تاخیر کو معاف کرنے والا ہو۔ دفعہ 90(4) کو تب ہی راغب کیا جائے گا جب الیکشن کمیشن دفعہ 85 کے تحت کوئی حکم منظور کیے بغیر ٹریبونل کو درخواست منظور کرے گا۔ اگر الیکشن کمیشن اس طرح مدعاعلیہ کو نوٹس دیے بغیر تاخیر کو معاف کرنے کا حتمی حکم دے سکتا ہے، تو اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسے خود بخود اس طرح کا حکم منظور نہیں کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں، دفعہ 85 کی توضیعات کے تحت حیثیت حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت اس سے مادی طور پر مختلف ہے، جس کے تحت تاخیر کو معاف کرنے کا حکم حتمی نہیں ہے اور بعد کے مرحلے میں مدعاعلیہ کے ذریعہ اس سے پوچھ گچھ کی جا سکتی ہے۔

یہ توضیعات مشورے کے طور پر الیکشن کمیشن کو اس معاملے میں وسیع صوابدید فراہم کرتی ہے، اور قانون سازیہ کا واضح ارادہ یہ تھا کہ تمام جماعتوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے اس کا استعمال کیا جانا چاہیے۔ اس لیے الیکشن کمیشن پر بھروسہ کیا جا سکتا ہے کہ وہ اس وقت مناسب حکم جاری کرے جب اس سے بچنے کے قابل اور غیر معقول تاخیر ہو۔ یہ کہ کسی اختیار کا غلط استعمال ہو

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

سکتا ہے اس سے انکار کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے، جب قانون اسے عطا کرتا ہے، اور جہاں قانونی اداروں کے ذریعہ طاقت کا غلط استعمال ہوتا ہے تو متاثرہ فریق قانون کے تحت دادرسائی کے بغیر نہیں ہوتے ہیں۔

اگرچہ دفعہ 85 کی توضیعات یہ مانتی ہے کہ "درخواست دینے والا شخص" الیکشن کمیشن کو مطمئن کرے کہ تاخیر کی کافی وجہ تھی، لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ذاتی طور پر ایسا کرے۔

جگن ناتھ بنام جسونت سنگھ ([1954] ایس سی آر 892)؛ کرشناسامی رانی کونڈار بنام رامسامی چیٹیار (45 آئی اے 25)؛ کرشنا بنام چٹھپن (آئی ایل آر 13 مدراس 269) کا حوالہ دیا گیا ہے۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر 25، سال 1954۔

الیکشن ٹریبونل، کٹک کے 16 نومبر 1953 کے فیصلے اور حکم سے 11 دسمبر 1953 کے اپنے حکم کے ذریعے بھارت کی عدالت عظمیٰ کی طرف سے خصوصی اجازت کے ذریعے اپیل، الیکشن کیس نمبر 4، سال 1952 میں۔

اپیل گزار کے لیے کے ایس کے آئینگر، (وی این سیٹھی، بی کے پی سنہا، ایس بی جتھر اور ایس ایس شکلا، ان کے ساتھ)۔

مدعاعلیہ نمبر 1 کے لیے ایس پی سنہا، (آر پٹنائک اور آر سی پرساد، ان کے ساتھ)۔

جواب دہندہ نمبر 2 کے لیے جے این بینرجی، (آر پٹنائک اور رتنا پرکھی اننت گووند، ان کے ساتھ)۔

25,1954 اپریل۔

عدالت کا فیصلہ جسٹس وینکٹاراما ائیر نے سنایا۔

یہ الیکشن ٹریبونل، کٹک کے حکم کے خلاف خصوصی اجازت کی طرف سے اپیل ہے، جس میں کیندرپارہ حلقے سے قانون ساز اسمبلی، اڑیسہ کے لیے اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا گیا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

ہے۔ چار افراد، اپیل کنندہ اور جواب دہندگان نمبر 1 سے 3، کو نشست کے انتخاب کے لیے باضابطہ طور پر نامزد کیا گیا تھا۔ ان میں سے ایک، لوک ناتھ داس (یہاں تیسرے مدعا علیہ) نے اپنی امیدواری واپس لے لی، اور مقابلہ دیگر تین پر چھوڑ دیا۔ 9 اور 15 جنوری 1952 کے درمیان ہونے والے انتخابات میں، اپیل کنندہ نے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کیے اور اسے منتخب قرار دیا گیا۔ مدعا علیہ جادومنی مانگاراج نے پھر عوامی نمائندگی ایکٹ، (ایکٹ نمبر XLIII، سال 1951) کی دفعہ 81 کے تحت ایک درخواست پیش کی جس میں اپیل کنندہ کی طرف سے مختلف بدعنوان طریقوں کا الزام لگایا گیا، اور دعا کی گئی کہ انتخابات کو کالعدم قرار دیا جائے۔ درخواست پیش کرنے کی آخری تاریخ 4 اپریل 1952 تھی۔ اسے اندراج شدہ ڈاک کے ذریعے بھیجنے کے لیے 3 اپریل 1952 کو کٹک کے ڈاک خانے میں پہنچایا گیا تھا، اور درحقیقت مقررہ مدت سے ایک دن آگے 5 اپریل 1952 کو دہلی میں الیکشن کمیشن پہنچا تھا۔ اس کی تصدیق میں بھی خرابی تھی۔ ایکٹ کی دفعہ 83(1) میں کہا گیا ہے کہ درخواست کی تصدیق مجموعہ ضابطہ دیوانی میں بیان کردہ طریقے سے کی جانی چاہیے۔ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر VI، قاعدہ 15، ذیلی شق (2) میں کہا گیا ہے کہ "تصدیق کرنے والا شخص استدعا کے نمبر والے پیراگراف کے حوالے سے وضاحت کرے گا کہ وہ اپنے علم پر کیا تصدیق کرتا اور جو معلومات اس کو موصول ہوئی ہیں اور جنہیں وہ درست مانتا ہے، ان کی تصدیق کرتا ہے۔" درخواست میں تصدیق نے واضح نہ کیا کہ کون سے پیراگرافات کو شخصی علم پر تصدیق کیا گیا اور کون سے معلومات پر موصول کرکے یقین کیا گیا۔ 2 جولائی 1952 کو، الیکشن کمیشن نے درخواست پیش کرنے میں تاخیر کو معاف کرتے ہوئے ایک حکم منظور کیا۔ 3 جولائی 1952 کو ایک اور مراسلے کے ذریعے، اس نے درخواست گزار کی توجہ تصدیق میں خرابی کی طرف مبذول کرائی، اور تجویز پیش کی کہ وہ اس میں ترمیم کے لیے ٹریبونل میں درخواست دے سکتا ہے۔ 15 جولائی 1952 کو، عرضی کی سماعت کے لیے الیکشن ٹریبونل، کٹک کو مقرر کرنے والے ایکٹ کی دفعہ 86 کے تحت ایک حکم منظور کیا گیا۔ اس کے بعد درخواست گزار نے تصدیق میں ترمیم کے لیے الیکشن ٹریبونل میں درخواست دی۔ اس کا حکم دیا گیا، اور تصدیق میں 24 جولائی 1952 کو ترمیم کی گئی، تاکہ مجموعہ ضابطہ دیوانی کے آرڈر VI، قاعدہ؛ 15(2) میں مقرر کردہ نسخوں کے مطابق ہو۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اپیل کنندہ کی طرف سے دائر تحریری بیان میں، اس نے یہ دلیل پیش کی کہ چونکہ درخواست وقت سے باہر پیش کی گئی تھی اور چونکہ تصدیق ناقص تھی، اس لیے اسے الیکشن کمیشن کی طرف سے ایکٹ کی دفعہ 85 کے تحت مسترد کیا جاسکتا ہے، اور اس کے نتیجے میں، الیکشن ٹریبونل کو اسے ناقابل سماعت قرار دیتے ہوئے مسترد کر دینا چاہیے۔ اس دلیل سے اختلاف کرتے ہوئے، الیکشن ٹریبونل نے اہلیت پر عرضی کی سماعت شروع کی، اور 16 نومبر 1953 کے اپنے فیصلے کے ذریعے، اس نے اکثریت سے فیصلہ دیا کہ عرضی میں بیان کردہ تین بدعنوان طرز عمل اپیل گزار کے خلاف قائم کیے گئے تھے۔ وہ یہ تھے کہ (1) اپیل کنندہ نے ایکٹ کی دفعہ 123 (1) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے تیسرے مدعاعلیہ کو ملازمت حاصل کرنے کے وعدے پر انتخابات سے دستبردار ہونے پر آمادہ کیا تھا ؛(2) کہ اس نے ایکٹ کی دفعہ 123 (6) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے بس نمبر O.R.C 1545 ووٹرز کو ووٹنگ بوتھوں تک پہنچانے کے لیے استعمال کیا تھا؛ اور (3) کہ اس نے ایکٹ کی دفعہ 123 (8) کی خلاف ورزی کرتے ہوئے برانچ پوسٹ آفس میں اضافی محکمہ جاتی ایجنٹوں اور چوکیداری یونین کے صدور سے انتخابات میں اس کے لیے مہم چلانے میں مدد حاصل کی تھی، وہ الیکشن ٹریبونل کے خیال میں تھے ؛ سرکاری ملازمین جیسا کہ اس توضیعات میں بیان کیا گیا ہے۔ ان نتائج پر، الیکشن ٹریبونل نے اپیل کنندہ کے انتخاب کو کالعدم قرار دیتے ہوئے ایک حکم منظور کیا۔ یہ معاملہ اب آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت خصوصی اجازت پر ہمارے سامنے آتا ہے۔

یہ واضح ہے کہ ان میں سے کوئی بھی نتیجہ، اگر قبول کیا جائے تو، الیکشن ٹریبونل کے حکم کی حمایت کرنے کے لیے کافی ہوگا۔ آخری نتائج کے حوالے سے، کچھ طاقت کے ساتھ یہ زور دینا ممکن ہے کہ ماورائے محکمہ کے ایجنٹ اور چوکیداری یونین کے صدر اپنے افعال کو مدنظر رکھتے ہوئے سرکاری ملازمین نہیں ہیں، اور اس کے مطابق دفعہ 123 (8) کی کوئی خلاف ورزی نہیں ہوئی۔ لیکن دیگر دو نتائج کے حوالے سے صورتحال مختلف ہے۔ وہ حقائق کے خالص سوالات ہیں، جو شواہد کی تعریف پر منحصر ہیں۔ اپیل گزار کے فاضل وکیل جناب کرشناسوامی اینگر نے دلیل دی کہ اکثریت کے نتائج ریکارڈ پر موجود شواہد کے ذریعے جائز نہیں ہیں، اور یہ کہ تیسرے رکن کے اختلافی رائے کے نتائج صحیح تھے۔ لیکن یہ عدالت، آرٹیکل 136 کے تحت اپیلوں کی سماعت کرتے وقت، حقائق پر مزید اپیل کی عدالت طور پر نہیں بیٹھتی، اور شواہد پر غور کرنے پر دیئے گئے نتائج میں مداخلت نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کرتی، جب تک کہ وہ مسخ شدہ نہ ہوں یا کسی ثبوت پر مبنی نہ ہوں۔ یہ خاص طور پر اس وقت ہوتا ہے جب چیلنج کے تحت نتائج انتخابی ٹریبونلز کے ہوتے ہیں۔ اس معاملے میں یہ نتائج کہ اپیل کنندہ نے تیسرے مدعاعلیہ کو ملازمت حاصل کرنے کے وعدے پر واپس لے لیا، اور رائے دہندگان کو ووٹنگ بوتھ تک پہنچانے کے لیے بس نمبر او آر سی 1545 کا استعمال کیا تھا، شواہد کی حمایت کرتے ہیں، اور اسے بدصورت قرار نہیں دیا جا سکتا، اور اس لیے اس اپیل میں اعتراض کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔

اس نقطہ نظر میں، اپیل کنندہ کے وکیل نے درخواست کی برقرار رکھنے سے متعلق مسائل پر توجہ مرکوز کی۔ انہوں نے دلیل دی کہ چونکہ عرضی ایکٹ کی دفعہ 81 کے مطابق مطلوبہ وقت کے اندر پیش نہیں کی گئی تھی، اس لیے اسے دفعہ 85 میں لازمی توضیعات کے تحت خارج کیا جا سکتا ہے، اور جب معاملہ الیکشن ٹریبونل کے سامنے آتا ہے تو اس کا دائرہ اختیار صرف وہ حکم منظور کرنا ہوتا ہے جو الیکشن کمیشن کو منظور کرنا چاہیے تھا، اور یہ کہ درخواست کو شروع میں ہی رد کر دیا جانا چاہیے تھا کیونکہ یہ قابلِ قبول نہ تھی۔ ایکٹ کی دفعہ 85 کی توضیعات مندرجہ ذیل ہے:

"بشرطیکہ اگر درخواست دینے والا کوئی شخص الیکشن کمیشن کو مطمئن کرتا ہے کہ اس کے لیے مقرر کردہ مدت کے اندر درخواست پیش کرنے میں ناکامی کی کافی وجہ موجود ہے، تو الیکشن کمیشن اپنی صوابدید پر اس طرح کی ناکامی کو معاف کر سکتا ہے۔"

اس توضیعات کے تحت اس میں شامل صوابدید کا استعمال کرتے ہوئے الیکشن کمیشن نے 2 جولائی 1952 کے اپنے حکم نامے کے ذریعے تاخیر کو معاف کر دیا۔ یہ متنازعہ نہیں ہے کہ اگر یہ حکم درست ہے تو تاخیر کی بنیاد پر درخواست کو مسترد کرنے کا کوئی سوال ہی نہیں ہو سکتا۔ مسٹر کرشنا سوامی ایانگر دلیل یہ ہے کہ یہ حکم درست نہیں ہے، کیونکہ یہ فریق کی کسی بھی درخواست پر منظور نہیں کیا گیا تھا جس میں یہ دعا کی گئی تھی کہ تاخیر کو معاف کیا جا سکتا ہے لیکن خود بخود؛ اور اس طرح کی درخواست، یہ دعوی کیا جاتا ہے، اس شرط کے تحت دائرہ اختیار کے استعمال کی شرط ہے۔ حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت فیصلوں میں اس دلیل کی حمایت طلب کی گئی تھی، جس میں کہا گیا تھا کہ یہ فریق پر واجب ہے کہ اس دفعہ کے تحت تاخیر پر معاف کیا جائے تاکہ واضح طور پر الزام لگایا جا

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

سکے اور اس کی بنیاد کو سختی سے ثابت کیا جا سکے۔ ہم اس دلیل سے متاثر نہیں ہیں۔ جیسا کہ جگن ناتھ بنام جسونت سنگھ (1) میں اس عدالت نے نشاندہی کی تھی، ان کارروائیوں میں قانونی چارہ جوئی کے تحت حقوق مشترکہ قانون کے حقوق نہیں ہیں بلکہ وہ حقوق ہیں جو ان کے وجود کے لیے قوانین کے مقروض ہیں، اور ان حقوق کی حد کا تعین ان قوانین کے حوالے سے کیا جانا چاہیے جو انہیں تشکیل دیتے ہیں۔ دفعہ 85 کی توضیعات اس بات پر غور نہیں کرتی کہ الیکشن کمیشن مدعاعلیہ کو تاخیر پر معافی کے لیے درخواست کا نوٹس دے، یا اس کے تحت حکم منظور کرنے سے پہلے اس کی موجودگی میں بنیاد کی کافی مقدار کے بارے میں تفتیش کرے۔ شق میں بنیادی پالیسی یہ ہے کہ تاخیر کے سوال کو الیکشن کمیشن اور درخواست گزار کے درمیان سے ایک سمجھا جائے، اور سوال پر الیکشن کمیشن کا فیصلہ حتمی بنایا جائے اور کارروائی کے بعد کے کسی بھی مرحلے پر سوال کرنے کے لیے کھلا نہ ہو۔ ایکٹ کے دفعہ 90(4) کے تحت، جب درخواست دفعہ 81، دفعہ 83 یا دفعہ 117 کے تقاضوں کی تعمیل نہیں کرتی ہے، تو الیکشن ٹریبونل کو "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود" اسے مسترد کرنے یا نہ کرنے کا صوابدید حاصل ہے۔ دفعہ 90(4) کے تحت الیکشن ٹریبونل کو دیے گئے اختیارات کا دائرہ کار یہ ہے کہ وہ عرضی کو خارج کرنے کے لیے دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کو دیے گئے اختیارات کو ختم کرتا ہے۔ اس میں مزید توسیع نہیں کی گئی ہے اور اس میں الیکشن ٹریبونل میں ایکٹ کی دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کی طرف سے منظور کردہ کسی بھی حکم کا جائزہ لینے کا اختیار شامل ہے۔ دفعہ 90(4) کے الفاظ ہیں، اس پر "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز کے باوجود" نشان لگایا جانا چاہیے اور "دفعہ 85 میں موجود کسی بھی چیز یا اس کے تحت منظور کردہ کسی حکم کے باوجود" نہیں ہونا چاہیے۔ دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کا ایک حکم جس میں کسی درخواست کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، ایکٹ کی اسکیم کے تحت حتمی ہو گا، اور وہی نتیجہ دفعہ 90(4) کے تحت آنا چاہیے جب حکم تاخیر کو معاف کرنے والا ہو۔ دفعہ 90(4) کو تب ہی راغب کیا جائے گا جب الیکشن کمیشن دفعہ 85 کے تحت کوئی حکم منظور کیے بغیر ٹریبونل کو درخواست منظور کرے گا۔ اگر الیکشن کمیشن اس طرح مدعاعلیہ کو اطلاع دیے بغیر تاخیر کو معاف کرنے کا حتمی حکم دے سکتا ہے، تو اس کی کوئی وجہ نہیں ہے کہ اسے خود بخود اس طرح کا حکم منظور نہیں کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں، دفعہ 85 کی توضیعات کے تحت حیثیت حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت اس سے مادی طور پر مختلف ہے، جس کے تحت تاخیر کو معاف کرنے کا حکم حتمی نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

ہے، اور بعد کے مرحلے میں مدعاعلیہ کے ذریعہ اس سے پوچھ گچھ کی جاسکتی ہے۔[کرشناسامی پانی کونڈار بنام راماسامی چیٹیار ([1]) میں پریوی کونسل کے فیصلے کے ذریعے۔

یہ دلیل دی گئی تھی کہ اس نقطہ نظر سے مدعاعلیہ کے پاس کوئی دادرسائی نہیں ہوگی، بھلے ہی الیکشن کمیشن تاخیر کو معاف کرنے کا انتخاب کرے-یہ سالوں کا ہوسکتا ہے-اور اس کے نتیجے میں بڑی مشکلات پیدا ہوں گی۔لیکن یہ توضیعات مشورے کے طور پر الیکشن کمیشن کو اس معاملے میں وسیع صوابدید فراہم کرتی ہے، اور قانون سازیہ کا واضح ارادہ یہ تھا کہ اسے تمام جماعتوں کے ساتھ انصاف کرنے کے لیے استعمال کیا جائے۔اس لیے الیکشن کمیشن پر بھروسہ کیا جاسکتا ہے کہ جب ٹالنے کے قابل اور غیر معقول تاخیر ہو تو وہ مناسب حکم جاری کرے۔یہ کہ کسی اختیار کا غلط استعمال ہوسکتا ہے اس سے انکار کرنے کی کوئی بنیاد نہیں ہے، جب قانون اسے عطا کرتا ہے، اور جہاں قانونی اداروں کے ذریعہ طاقت کا غلط استعمال ہوتا ہے، متاثرہ فریق قانون کے تحت کافی دادرسائی کے بغیر نہیں ہیں۔2 جولائی 1952 کے حکم کے خاص حوالے سے، اس کے علاوہ کسی نتیجے پر پہنچنا مشکل ہے کہ اس حکم کو منظور کرنے میں دفعہ 85 کی توضیعات کے تحت صوابدید کا مناسب استعمال کیا گیا ہے۔یہ درخواست ایک دن پہلے پوسٹ آفس میں پیش کی گئی تھی، اور مقررہ تاریخ سے ایک دن بعد الیکشن کمیشن پہنچی تھی۔یہاں تک کہ اگر اس معاملے کا فیصلہ حد بندی قانون کی دفعہ 5 کے تحت بھی کرنا پڑتا، تو اس دفعہ کے تحت تاخیر پر معاف کرنا اس اختیار کا مناسب استعمال ہوتا۔جیسا کہ کرشنا بنام چتھپن ([2]) میں مکمل بینچ کے فیصلے میں مشاہدہ کیا گیا تھا، ایک ایسی عبارت میں جو مستند بن گیا ہے، الفاظ "معقول وجہ" کو "ایک آزادانہ تعبیر ملنی چاہیے تاکہ اپیل گزار کے لیے جب کوئی لاپرواہی، عدم فعالیت اور نیک نیتی قابل اعتراض نہ ہو تو خاطر خواہ انصاف کو آگے بڑھایا جاسکے"۔اس لیے ہمیں یہ کہنے میں کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہے کہ 2 جولائی 1952 کا حکم، حقائق پر مبنی ہے جو دفعہ 85 کی توضیعات کے تحت منظور کیا جانا مناسب ہے۔

اپیل کنندہ کے لیے یہ بھی دلیل دی گئی کہ دفعہ 85 کی توضیعات کے ذریعے دیے گئے اختیار کا استعمال، اس کی اصل تعبیر پر، صرف اس وقت کیا جاسکتا ہے جب درخواست گزار نے ذاتی طور پر معاملہ پیش کیا ہو، اور جیسا کہ الیکشن ٹریبونل نے پایا تھا کہ ایسا نہیں کیا گیا تھا، الیکشن کمیشن میں حکم منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں تھا جو اس نے کیا تھا۔ہمیں دفعہ کی زبان میں اس دلیل کی حمایت

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

کرنے کے لیے کچھ نظر نہیں آتا۔ اگرچہ شرط یہ ہے کہ "درخواست دینے والا شخص "الیکشن کمیشن کو مطمئن کرے کہ تاخیر کی کافی وجہ تھی، لیکن اس کے لیے یہ ضروری نہیں ہے کہ وہ ذاتی طور پر ایسا کرے۔ اور کارروائی کی نوعیت میں ایسا کچھ بھی نہیں ہے جس میں درخواست گزار کو اس شرط کے تحت ذاتی طور پر نمائندگی کرنی چاہیے۔ یہ صرف الیکشن کمیشن کو مطمئن کرنے کا سوال ہے کہ تاخیر کو معاف کرنے کے لیے کافی بنیاد موجود تھی، اور یہ درخواست گزار کی ذاتی پیشی کے علاوہ اور کیا جا سکتا تھا۔ 2 جولائی 1952 کے حکم کے جواز کے خلاف پیش کردہ اعتراضات میں سے کوئی بھی قابل قبول نہیں ہے، یہ دلیل کہ درخواست دفعہ 85 کے تحت مسترد ہونے کے قابل ہے جیسا کہ وقت سے باہر پیش کیا گیا ہے اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔

ایک اور بنیاد ہے، جس پر اپیل کنندہ کی یہ دلیل بھی کہ درخواست قابل قبول نہیں ہے، ناکام ہونی چاہیے۔ الیکشن سے قبل جب انتخابی پٹیشن آئی۔ ٹریبونل نے ایکٹ کی دفعہ 86 کے تحت حکم کی بنیاد پر، اپیل کنندہ نے دفعہ 90(4) کے تحت اس بنیاد پر اسے برخاست کرنے کی درخواست کی، کہ سب سے پہلے اسے دفعہ 81 کے ذریعے مقرر کردہ وقت کے اندر پیش نہیں کیا گیا تھا, اور دوسرا، کہ اس کی تصدیق دفعہ 83 کے مطابق نہیں کی گئی تھی؛ لیکن الیکشن ٹریبونل نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اگر اس طرح کا حکم منظور کرنا الیکشن ٹریبونل کے اختیار میں تھا، تو یہ خود اپیل گزار کی اس دلیل کا مکمل جواب فراہم کرے گا کہ درخواست قابل قبول نہیں تھی۔ مسٹر کرشنا سوامی آیانگر نے اس مشکل پر یہ دلیل دیتے ہوئے قابو پانے کی کوشش کی کہ ایکٹ کی دفعہ 86 کے تحت الیکشن ٹریبونل کے ذریعے درخواست کو سماعت کے لیے بھیجنے کا الیکشن کمیشن کا حکم دائرہ اختیار سے باہر تھا، کیونکہ اس دفعہ کے تحت حکم صرف اس صورت میں منظور کیا جا سکتا ہے جب دفعہ 85 کے تحت درخواست خارج ہونے کے قابل نہ ہو کیونکہ جب دفعہ 81، 83 یا 117 کے تقاضوں کی تعمیل کی جاتی ہے؛ لیکن جب ان کی توضیعات تعمیل نہیں کی جاتی ہے، تو اس ایکٹ کے تحت اس کا واحد اختیار اسے دفعہ 85 کے تحت مسترد کرنا تھا؛ کہ، اس کے نتیجے میں، الیکشن ٹریبونل نے اس حکم کی بنیاد پر درخواست کی سماعت کا کوئی دائرہ اختیار حاصل نہیں کیا۔ اور یہ کہ اس کے تحت کی گئی تمام کارروائیاں جو اب اپیل کے تحت حکم میں ختم ہوتی ہیں وہ کالعدم تھیں۔ یہ دلیل، ہمارے خیال میں، مکمل طور پر ناقابل قبول ہے۔ دفعہ 86 کے تحت حکم منظور کرنے کا دائرہ اختیار "اگر دفعہ 85 کے تحت درخواست خارج نہیں

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and
integrity of this document

کی جاتی ہے" پیدا ہوتا ہے۔ اس میں اس حقیقت پسندانہ موقف کا حوالہ دیا گیا ہے کہ آیا درخواست درحقیقت دفعہ 85 کے تحت خارج کی گئی تھی اور قانونی حیثیت کے لیے نہیں کہ آیا اسے مسترد کیا جانا واجب تھا۔ یہ دفعہ کے الفاظ کا سادہ معنی ہے، اور اسے دفعہ 90(4) کے ذریعے واضح کیا گیا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ،

> **"دفعہ 85 میں کسی بھی چیز کے باوجود، ٹریبونل ایک انتخابی درخواست کو مسترد کر سکتا ہے جو دفعہ 81، دفعہ 83 یا دفعہ 117 کی توضیعات کی تعمیل نہیں کرتی ہے۔"**

یہ توضیعات واضح طور پر اس بات پر غور کرتی ہے کہ ایسی درخواستیں جو دفعہ 81، 83 یا 117 کی عدم تعمیل کی وجہ سے خارج ہونے کے قابل ہیں شاید اس طرح مسترد نہیں کی گئیں ہوں گی، اور یہ فراہم کرتی ہے کہ جب ایسی درخواستیں الیکشن ٹریبونل کے سامنے آئیں تو انہیں مسترد کرنا یا نہ کرنا اس کے صوابدیدی معاملہ ہے۔ الیکشن ٹریبونل کا پیشکش میں تاخیر یا عیب دار تصدیق کو معاف کرنے کا اختیار اس طرح اس غور سے متاثر نہیں ہوتا ہے کہ آیا وہ درخواست دفعہ 85 کے تحت الیکشن کمیشن کی طرف سے مسترد ہونے کے قابل تھی۔ دفعہ 90(4) کے تحت تاخیر یا ناقص تصدیق کی بنیاد پر درخواست کو مسترد کرنے سے انکار کرنے کے حکم کا اثر واضح طور پر ان نقائص کو معاف کرنے کے لیے ہے۔

مثال کے معاملے میں، حد بندی کی درخواست کے حوالے سے حیثیت اس طرح ہے: اس تاخیر کو الیکشن کمیشن نے دفعہ 85 کی توضیعات کے تحت معاف کر دیا تھا، اور اس حکم کی وجہ سے، یہ سوال، جیسا کہ پہلے ہی کہا جا چکا ہے، اب بعد کے کسی مرحلے پر غور کے لیے کھلا نہیں ہے۔ یہاں تک کہ یہ استدلال کرتے ہوئے کہ الیکشن کمیشن کو از خود معافی کا حکم منظور کرنے کا کوئی دائرہ اختیار نہیں ہے، اور الیکشن کمیشن کے اس نتیجے کو مزید قبول کرتے ہوئے کہ 2 جولائی 1952 کا حکم اس طرح دیا گیا تھا، اور اس لیے یہ کہ یہ کالعدم تھا، جب معاملہ دفعہ 86 کے تحت منتقلی کے ذریعے الیکشن ٹریبونل کے سامنے آیا تو اسے دفعہ 90(4) کے تحت مناسب احکامات جاری کرنے کا دائرہ اختیار حاصل تھا،

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document

اور درخواست کو مسترد کرنے سے انکار کرنے کا اس کا حکم اس عیب کو معاف کرنے کے لیے کافی ہے۔

تصدیق کے حوالے سے حیثیت قدرے مختلف ہے۔ دفعہ 85 کی توضیعات کے مطابق کوئی توضیعات نہیں ہے جو الیکشن کمیشن کو تصدیق میں ترمیم کی اجازت دینے کا واضح اختیار دیتی ہے۔ چاہے اس کے پاس اس طرح کی ترمیم کی اجازت دینے کا موروثی اختیار ہے، یہ فیصلہ کرنا ضروری نہیں ہے، کیونکہ جب اس نے درحقیقت دفعہ 83 کی تعمیل نہ کرنے پر دفعہ 85 کے تحت درخواست کو مسترد نہیں کیا اور دفعہ 86 کے تحت درخواست کی سماعت کے لیے الیکشن ٹریبونل کا تقرر کرنے کا حکم منظور نہیں کیا، تو اس کے بعد معاملہ ایکٹ کی دفعہ 90(4) کے تحت چلتا ہے، اور یہ الیکشن ٹریبونل کے ساتھ صوابدیدی معاملہ ہے کہ وہ عیب دار تصدیق کے لیے درخواست کو مسترد کرے یا نہیں۔ موجودہ معاملے میں، الیکشن ٹریبونل نے تصدیق میں 24 جولائی 1952 کو ترمیم کرنے کی ہدایت کی، اور عیب دار تصدیق کے لیے دفعہ 90(4) کے تحت درخواست کو مسترد کرنے سے مزید انکار کر دیا۔ یہ وہ احکامات نہیں ہیں جن کے ساتھ یہ عدالت آئین کے آرٹیکل 136 کے تحت اپیل میں مداخلت کرے گی۔

اس لیے درخواست پیش کرنے میں تاخیر اور ناقص تصدیق کی بنیاد پر درخواست کے برقرار رکھنے پر اعتراض کو مسترد کیا جانا چاہیے، اور اس اپیل کو اخراجات کے ساتھ مسترد کر دیا جانا چاہیے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔

Ilyas Ahmed Pandit
2024.07.29 12:48
I attest to the accuracy and integrity of this document